ہمارے
شیخ الاسلام

Published By

Saiyed Shaukatali Ashrafi

Madni Islamic Study Centre
& Sabri Education Trust, Karjan.

Saiyadnagar, Junabazar, Karjan. Dist. Baroda 391 240 (Gujarat) India
Telephone No. +91 (0) 2666 234151 Mobile. +91 9374657272.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسری صدی ہجری کا واقعہ ہے حسینی سادات کا ایک قبیلہ ایران کے صوبہ سمنان میں مقیم ہوا۔ یہ فیضانِ الٰہی تھا کہ یہ خاندان شروع ہی سے تخت وتاج اور عزت وشرافت کا مالک رہا ہے۔ سیادت و قیادت وراثت میں ملی تھی۔ امانت و دیانت اور انصاف و امن کی وجہ سے پورے سمنان ملک میں اس خاندان کا بڑا چرچا تھا۔ ۷۰۸ھ میں اللہ تعالیٰ نے جہانگیریت سے سرفراز فرمایا اور اسی خاندان میں حضرت سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کو پیدا فرمایا۔

حضرت اپنے زمانے کے بہت بڑے عالمِ دین اور عبادت گزار و باکمال عادل بادشاہ تھے۔ پندرہ سال کی عمر میں آپکے والد بزرگوار حضرت سلطان سید ابراہیم قدس سرہ کا سایۂ پدری آپ کے سر سے اُٹھ گیا اور حکومت کی ساری ذمہ داری آپ پر آ گئی۔ حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ نے ۱۵؍سال کی کم عمر میں ہی شاہی دربار سے رشد و ہدایت کا دریا جاری کر دیا تھا۔ اور سمنان میں بھائی چارگی، امن و شانتی، عدل و انصاف اور غریبوں پر شفقت و محبت اور اخوت کا ماحول پیدا کر کے سمنان میں اپنی قابلیت کا سکہ بیٹھا دیا۔ ۱۰؍سال تک فریضۂ حکومت بخوبی انجام دیتے رہے۔ بعدہٗ اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی قربت اور مزید خوشنودی حاصل کرنے کے لئے راہِ سیاحت اختیار کیا۔ ۲۵؍سال کی عمر میں آپ اپنی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اجازت لیکر اور تخت وتاج چھوڑ کر اپنے وطن کو خیرآباد کہا اور مرشدِ برحق کی تلاش میں ایران سے ہندوستان کی جانب چل پڑے۔ دورانِ سفر بہت سے محبوبانِ خدا سے ملاقات کی اور ان سے فیوض وبرکات حاصل کئے اور ہندوستان کے پنڈوہ شریف پہونچ کر سلسلۂ چشتیہ کے عظیم بزرگ عارف باللہ حضرت سید علاء الحق گنج نبات لاہوری پنڈوی قدس سرہ سے بیعت وخلافت حاصل کی اور مرشدِ برحق کی صحبتِ خاص سے فیضیاب ہو کر لاکھوں تشنگانِ معرفت کو علومِ معرفت وحقیقت سے سیراب فرمایا۔ ۱۰۰؍سالہ عمر میں حضرت کو

جہانگیر، محبوب یزدانی، قدوۃ الکبریٰ، غوث العالم، اوحد الدین، تارک السلطنت جیسے عظیم القابات سے نوازا گیا۔

وہ شہنشاہِ روزگار ہوئے   مظہر شان کردگار ہوئے
اے خشا بخت شاہ سمنان   ہم غریبوں کے غم گسار ہوئے
تخت سمناں کو مار کر ٹھوکر   سارے عالم کے تاجدار ہوئے
انکے جلوں سے ہے جہاں روشن   شمع اشرف پے جونثار ہوئے

حضرت مخدوم شاہ سمناں قدس سرہ راہِ سلوک اختیار کرنے کے بعد دوبارہ سمنان تشریف لے گئے اور دورانِ سفر دین وسنیت کی خدمت فرماتے ہوئے واپسی میں اپنے ہمراہ اپنے بھانجے حضرت سید عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ کو کچھوچھہ شریف لے آئے اور اپنی صحبت بابرکات میں رکھکر اپنی خاص عنایات سے علم ومعرفت کا آفتاب بنا دیا اور ٦٥ھ میں اپنی فرزندی میں لیکر تمام صفات ظاہری وباطنی کا مظہر بنا دیا اور مخلوقِ خدا کی روحانی خدمات کی باگ ڈور اسی لخت جگر ونور نظر کے مقدس ہاتھوں میں سپرد فرما کر ہجری ٨٠٨ھ میں اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ **اناللہ واناالیہ راجعون۔**

مظہر انوار وحدت ان کی ذات پاک ہے   قرب مخدومی ہے مدفن شاہ نورالعین کا
معنوی فرزند بھی یہ ہیں شہ سمناں کے   ضوفشاں ہے سارا گلشن شاہ نورالعین کا

مظہرِ اسرار اشرفی، قدوۃ الابرار، اشرف الآفاق، کریم الطرفین شاہ سید عبدالرزاق نورالعین رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بہن کے بیٹے اور آپکے خلیفۂ اعظم وسجادہ نشین تھے۔

حضرت نورالعین کا ایک اجمالی تعارف

نام - سید عبدالرزاق

لقب - نور العین

سلسہ نسب - عبدالرزاق بن حسن عبدالغفور بن ابی الحسین شریف بن موسیٰ شریف بن علی شریف بن محمد بن شریف حسن شریف بن احمد بن محمد بن ابی نصیر محی الدین بن ابی صالح بن عبدالرزاق بن عبدالقادر جیلانی غوث الثقلین بن ابی صالح بن موسیٰ جیلی دوست بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امیر المؤمنین حسن المجتبیٰ بن امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ علہیم اجمعین۔

وطن - بغداد شریف

سن پیدائش - ۷۵۰ھ اور ۷۵۲ھ کے درمیان۔

سن ترک وطن - ۱۲ سال کی عمر میں ۷۶۲ھ اور ۷۶۴ھ کے درمیان۔

عمر شریف - ۱۲۰؍سال

مدفن - درگاہ کچھوچھا شریف حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے مزار کے پہلو میں۔

حضرت شاہ سید عبدالرزاق نور العین قدس سرہٗ کی پانچ اولادیں ہوئی۔

(۱) سید حسن خلف اکبر (۲) سید حسین خلف اصغر (۳) سید فرید

(۴) سید شمس الدین (۵) سید شاہ احمد

ان میں سے حضرت سید شاہ حسن قدس سرہ آپکے جانشینِ مطلق اور خلف اکبر ہوئے۔ آپکی اولاد آج بھی کچھوچھہ شریف میں موجود ہے۔ آپکی نسبت سے اس خاندان کے سجادہ نشین کو ''سرکارکلاں'' اور مخدوم پاک کی نسبت سے اس خاندان کو ''خاندان اشرفیہ'' کہا اور لکھا جاتا ہے۔ یوں تو حضرت شاہ سید عبدالرزاق نور العین قدس سرہ کی اولاد پاک میں ایک سے بڑھ کر ایک عرفاء وعلماء اور مشائخ ہوتے رہے۔ مگر آپ کے خلفِ اکبر سیدنا شاہ حسن قدس سرہ کی اولاد میں ایسی بے مثال ہستیاں وجود میں آئیں کہ جنکے علمی وروحانی فیضان کو امتِ مسلمہ تا قیامت کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ حضرت سید نور العین

قدس سرہٗ کے خلفِ اکبر کی نسل میں حضرت سید قلندر علی سجادہ نشین کی اولاد میں ایک شاخ حضرت سید سعادت علی، حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں، حضرت سید احمد اشرف، حضرت سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی، حضرت شیخ اعظم سید اظہار اشرف صاحب اشرفی جیلانی ہیں اور دوسری شاخ میں حضرت سید شاہ منصب علی اشرفی جیلانی، حضرت سید شاہ فضل حسین اشرفی جیلانی، حضرت سید شاہ حکیم نذر اشرف اشرفی جیلانی، حضرت سید محمد میاں محدث اعظم ہند اشرفی جیلانی ہیں۔ اس دوسری شاخ کی ایک عظیم شخصیت حضور شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، سید المتکلمین، مفسر اعظم سید محمد مدنی اشرفی جیلانی ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین کی شان وعظمت اس وقت تک صحیح طور پر ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی، جب تک ہم حضرت کی پرورش کرنے والے آپکے والد بزرگوار کی شان وعظمت کو اچھی طرح نہ سمجھ لیں۔ تو آیئے! ہم اس امام المتکلمین، سلطان الخطباء حضرت محدث اعظم ہند قدس سرہٗ کی حیات وخدمات پر نظر ڈالیں،

جو فضل وجامعیت کے بطلِ جلیل تھے،
جو مجلسِ مناظرہ میں فخر الدین رازی تھے،
جو محفلِ شعرائیں حسان الہند تھے،
جو خطابت کے میدان میں خطیبِ اعظم تھے،
جو دار الافتاء میں مفتیٔ اعظم تھے،
جو مسندِ ارشاد و مشیخیت پر شیخِ معظم تھے،
جو دار الحدیث میں محدث اعظم تھے۔

نام مبارک : سید محمد اشرفی جیلانی

لقب : محدث اعظم ہند

ولادت : ۱۵/ ذی القعدہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء یوم چہارشنبہ۔

جائے ولادت : قصبہ جائس، ضلع بریلی، یوپی۔

والد گرامی : رئیس الحکماء حضرت سید شاہ حکیم نذر اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہٗ

والدہ محترمہ : سیدہ محمدی خاتون بنت اعلیٰ حضرت اشرفی جیلانی قدس سرہٗ

جد مکرم : حضرت مولانا سید شاہ فضل حسین اشرفی جیلانی قدس سرہٗ

مقدس نانا : محبوب ربانی مرشد الانام اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں اشرفی جیلانی قدس سرہٗ

رسم بسم اللہ خوانی: ۱۹/ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء

ابتدائی تعلیم : جائس (رائے بریلی) یوپی

اعلیٰ تعلیم : لکھنؤ، علی گڑھ، پیلی بھیت، بریلی، بدایوں میں علم وفن کے اماموں سے حاصل فرمائی۔

اساتذہ : آپکی والدہ ماجدہ سیدہ محمدی خاتون، والد ماجد سید نذر اشرف اشرفی جیلانی،
بحر العلوم مولانا عبد الباری فرنگی محلی، استاذ زمن علامہ لطف اللہ علی گڑھی،
علامہ وصی احمد محدث سورتی، امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی،
مقتدر اعظم سید شاہ مطیع الرسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

محدث اعظم کا لقب : ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں صرف سترہ سال کی عمر میں دیا گیا۔

بیعت وخلافت : عالم ربانی، عارف حقانی واعظ لاثانی سلطان المناظرین شہزادۂ اعلیٰ حضرت
اشرفی میاں، امام علم وفن حضرت اقدس مولانا سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی
قدس سرہٗ نے عطا کی۔

مدرسۃ الحدیث : ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۳ء میں حضرت علامہ سید محمد میر صاحب کی سرپرستی دہلی

میں۔

ماہنامہ اشرفی : ۱۳۳۹ھ مطابق جنوری ۱۹۲۲ء میں کچھوچھہ شریف سے ماہنامہ اشرفی جاری فرمایا اور شدھی، قادیانی اور وہابی تحریکات کی بیخ کنی کی۔

عقدِ نکاح : ۱۹۱۵ء میں ۲۲؍سال کی عمر میں اعلیٰحضرت اشرفی میاں کی پوتی اور سلطان المناظر مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی کی شہزادی کے ساتھ عقدو نکاح ہوا۔

اولاد : آپکے چار شہزادے اور دو شہزادیاں ہیں، جس میں بڑے شہزادے مجذوب الٰہی حضرت سید محامد اشرف اشرفی جیلانی ہیں انہیں کی نسبت سے آپ اپنے نام کے ساتھ ''ابوالمحامد'' لکھا کرتے تھے۔ اور انہیں بیٹوں میں سے تیسرے بیٹے حضور شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی ہیں جنہیں حضرت نے اپنا جانشین چون لیا۔

دینی وقومی خدمات : الجمہوریہ الاسلامیہ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس، جماعت رضائے مصطفیٰ آل انڈیا سنی جمیعتہ العلماء، الجمیعتہ الاشرفیہ کی صدارت وسرپرستی فرمائی اور الجامعتہ الاشرفیہ بہرائچ، دارالعلوم فاروقیہ بنارس جیسے سینکڑوں تعلیمی اداروں کی سرپرستی فرمائی۔

روحانی خدمات : پانچ ہزار سے زیادہ کافروں کو دائرۂ اسلام میں داخل کیا اور لاکھوں بندگان خدا کو سلاسلِ مقدسہ قادریہ، چشتیہ، اشرفیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ سے منسلک کیا۔

تصنیفات وتالیفات : ۱۰۰؍ سے زیادہ کتابیں، رسالے تصنیف فرمائی۔ قرآن عظیم کا سلیس اردو میں ترجمہ فرمایا، جو ''معارف القرآن'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

حج وزیارت حرمین طیبین : پانچ بار حرمین شریفین کی زیارت سے مالا مال ہوئے۔

تخلص : سید کچھوچھوی

دیوان : فرش پر عرش

روحانی تبلیغی سیاحت : حرمین طیبین، بغداد، کربلا، نجف اشرف، کاظمین بلد، کوفہ، بیت المقدس و دمشق، مصر، یمن، عدن، سیلون، رنگون، برما، ڈھاکہ، پشاور، لاہور، کراچی خیبر، کلکتہ، مدراس، کرالا، حیدر آباد، کرناٹک، غزنی، کابل، ملتان، بہار، بنگال مدھ پردیش، اڈیسہ، گجرات، مہاراسٹر، راجستھان، پنجاب وغیرہ ایشیا کے بہت سے ممالک کا طویل ترین سفر فرمایا۔ سال کے گیارہ ماہ مسلسل سفر میں گزارہ کرتے۔ ماہ رمضان المبارک کے تیس دن اور محرم الحرام کے آخری عشرہ میں عرسِ مخدوم سمنانی کے موقع پر کچھوچھہ شریف میں قیام فرماتے۔

آخری دورہ : جنوبی ہند اور گجرات کا تھا (ستمبر ۱۹۶۱ء اکتوبر میں)۔

کچھوچھہ شریف مراجعت : ۲۵؍اکتوبر ۱۹۶۱ء (بحالت علالت)۔

لکھنؤ بغرض علاج : ۱۰؍نومبر ۱۹۶۱ء تشریف لائے۔

قیام لکھنؤ : ایک ماہ چودہ دن بغرض علاج (۱۰؍نومبر تا ۲۴؍دسمبر ۱۹۶۱ء

وصال شریف : ۲۵؍دسمبر ۱۹۶۱ء مطابق ۱۶؍رجب المرجب ۱۳۸۱ھ بروز دوشنبہ دوپہر میں۔

نماز جنازہ : امام اہلسنت، غوث زماں شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف نے پڑھائی۔

روضۂ مبارک : کچھوچھہ شریف

عرس مبارک : ۱۵، ۱۶؍رجب المرجب کو ہر سال کچھوچھہ شریف میں منایا جاتا ہے۔

جسکی ہمت اہلسنت کیلئے ایک جان تھی   جسکی ہر تقریر ہی ایک قوت ایمان تھی
اے محدث آپ پر خالق کی ہوں بیحد رحمتیں   صحبت سرکار عالم کی ہوں حاصل نعمتیں

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین کا شجرۂ نسب :

سید محمد مدنی میاں ابن سید محمد میاں محدث اعظم ہند ابن سید حکیم نذر اشرف ابن سید فضل حسین ابن سید منصب علی ابن سید شاہ قلندر علی ابن سید شاہ تراب اشرف ابن سید شاہ محمد نواز اشرف ابن سید شاہ محمد غوث ابن سید شاہ جمال الدین ابن سید شاہ عزیز الرحمان ابن سید شاہ محمد عثمان ابن سید شاہ ابوالفتح ابن شاہ سید شاہ محمد ابن سید شاہ محمد اشرف ابن سید شاہ حسن خلف اکبر ابن حضرت شاہ سید عبد الزاق نور العین ابن سید عبد الغفور حسن جیلانی ابن سید ابو العباس احمد جیلانی ابن سید بدر الدین حسن ابن سید علاء الدین علی ابن سید شمس الدین ابن سید صیف الدین یحیٰ ابن سید ظہیر الدین احمد ابن سید ابو نصر محمد ابن سید عمام الدین نصر ابن قاضی القضاۃ سید تاج الدین عبد الرزاق خلف اکبر ابن حضرت غوث الاعظم دستگیر سید عبد القادر جیلانی ابن حضرت سید ابو صالح جنگی دوست ابن سید عبد اللہ جیلی جیلانی ابن سید یحیٰ ابن سید محمد مالک ابن سید داؤد ملک ابن سید موسیٰ الجون ابن سید عبد اللہ المحض ابن سید حسن مثنیٰ ابن حضرت سید امام حسن ابن مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ جوزِ سیدہ فاطمہ زہرہ بنت سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین کی حیاتِ پاک پر ایک نظر

ولیوں کی نگری کچھوچھہ شریف کے خانوادۂ قادریہ اشرفیہ کے روحانی و دینی ماحول میں یہ آفتاب شریعت وطریقت چودہویں صدی ہجری میں پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوا، جسکی ایمانی و روحانی و دینی وحقانی کرنوں نے عرب وعجم، ایشیا و یوروپ، امریکہ وافریقہ، برطانیہ و دیگر ملکوں میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں تاریک دلوں کو منوّر فرمایا، جنکی ولادت وولایت وعمر و وجود کے بارے میں اگر یہ کہا جائے تو حق بجانب ہوگا کہ

وِلَادَتُهٗ بُشریٰ وَ وُجو دُهٗ نِعمَةُ اللّٰه ٥ عُمرُهٗ لِلّٰه وَ وِلَايَتُهٗ فَضلُ اللّٰه۔

یعنی انکی ولادت ملّت کے لئے خوشخبری ہے۔ انکا وجود اللہ کی نعمت ہے۔ انکی عمر اللہ کے لئے ہے۔ اور

انکی ولایت اللہ کا فضل ہے۔

بلکہ میرے مشاہدے میں انکی ہر گھڑی **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَا لاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُونَ ○** کی عملی تفسیر ہے۔ آپ علم کا وہ سمندر کہ جسکی تغیانی نہ جائے۔

مفسّر و محقق و مفتی ایسے کہ زمانے کے علماء آپکو اپنا امام و رئیس المحققین تسلیم کریں۔

اور خطیب ایسے کہ جنکا خطاب دلوں میں اترتا ہوا قرآن معلوم ہو، جنہیں سنتے ہی شاعر اسلام سید انور رائپوری یوں بول پڑے کہ

جب بھی خطابت فرما ہوتے ہیں شیخ الاسلام   ان کے لبوں سے علم کا دریا بہتا لگتا ہے۔

محدث ابن محدث ایسے کہ تفہیم الحدیث کا خزانہ بانٹتے ہوئے نظر آئے۔

اور فقیہ ایسے کہ بڑے سے بڑے مسائل چٹکی میں حل فرما دیا کریں۔

مرشد ایسے کہ آنے والے کے دل کی ہر بات جان کر اسکا علاج بھی فرما دیں اور جس پر نظر ہدایت ڈالدیں، وہ رشد و ہدایت کا پیکر بن جائے۔

آئیے ! اس محسن ملّت کی حیات طیّبہ کے نورانی لمحات و دینی خدمات کو تاریخ کے آئینہ میں معلوم کریں جنکے نام پاک کا معنیٰ (خوب تعریف کیا ہوا مدنی) ہے۔ یہ ذاتِ پاک ہی ایسی اعلیٰ ہے کہ جتنی تعریف کی جائے کم ہے، جنکے والد بزرگوار غیر منقسم ہندوستان کے محدث اعظم ہند ہوں، اور جو سرکار کلاں جیسی عظیم شخصیت کے حقیقی بھانجے اور مرید و خلیفہ ہوں۔ جنکے نانا واعظِ لاثانی حضرت مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی ہوں اور پرنانا عارف باللہ، ہم شبیہ غوث الاعظم حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی ہوں تو بھلا وہ ذات پاک تعارف کی محتاج کیسے ہوسکتی ہے؟۔

محمد نے دیا مدنی، جو ایک گوہر ہے لاثانی   اگر سورت ہے نورانی، تو سیرت بھی ہے قرآنی
فصاحت میں بلاغت میں فتاویٰ میں خطابت میں   نہیں ہے آپکا ثانی نہیں ہے آپکا ثانی

ولادت با سعادت :

کچھوچھہ شریف علم و عرفان اور طریقت و معرفت اور ادب و تہذیب کا ہمیشہ مرکز رہا ہے۔ کیوں کہ یہ خاندان مخدوم شاہ سمنان کا خاندان ہے۔ یہ خاندان گویا گوہر ولایت کی کان ہے۔ اس خاندان کے افق سے ہمیشہ نسلاً بعد نسلٍ ولایت کے آفتاب طلوع ہوتے رہے۔ جس سرزمین کو عارف باللہ حضرت ہم شبیہ غوث آعظم سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی ورئیس الحکما حضرت سید حکیم نذر اشرف اشرفی جیلانی نے اپنے روحانی فیوض و برکات سے لبریز کیا ہو۔ اور جس زمین کو واعظ لاثانی حضرت سید احمد اشرف اشرفی جیلانی و حضرت محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ کے علم و عرفان سے زینت ملی ہو، اس سرزمین کا کیا کہنا؟ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہے کچھوچھہ اسکا مرکز یہ جو روح آباد ہے　　روح سے آباد مسکن شاہ نورالعین کا
مخدوم کے قدموں کی ضیا اسکو ملی ہے　　اشرف کی بسائی یہ کچھوچھہ کی زمین ہے
کہتے ہیں کچھ اچھا سا ہے یہ نام کچھوچھہ　　اچھوں نے سجائی یہ کچھوچھہ کی زمین ہے

ایسی پاک سرزمین پر اہلسنت کی آبرو بنکر اور سلسلۂ اشرفیہ کی پہچان بنکر حضور محدث اعظم ہند قدسرہٗ کے پاکیزہ ماحول والے گھر میں حضرت سیدہ فاطمہ علیہ الرحمہ کے بطن پاک سے شب یکشنبہ یکم رجب المرجب ۱۳۵۷ھ بمطابق ۲۸/اگست ۱۹۳۸ء کو حضرت سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کی شکل میں علم و عرفان کا آفتاب طلوع ہوا۔

زمیں پر ایک اختر کو اُتارا رب نے شفقت سے　　رکھا والد نے انکا نام مدنی خاص حکمت سے
نبی نے انکے سینے کو بھرا پھر نور رحمت سے　　نکھارا بازوؤں کو خود علی نے اپنی قوت سے
بھلا پھر کون سمجھے گا ولایت میں مثال انکی　　خدا کے ملک کا نگراں ہوا جو ایک مدت سے۔

بچپن :

اللہ تعالیٰ جسے اپنا محبوب ومقرب بندہ بنانا چاہتا ہو، بھلا اسے دوسرے بچوں کی طرح کھیل کود اور لہو ولعب میں مشغول ہوتے دیکھنا کیسے پسند فرماتا۔ اور جنکے والدین، دادا، دادی، نانا، نانی اور پر نانا ولایت کے آسمان پر ستاروں کی طرح چمکتے ہوں بھلا انکا نور نظر کھیل کود میں وقت گزارے، یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟

والدین کی آغوش میں تعلیم وتربیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ظاہر ہے کہ ایسی اعلیٰ تربیت ہو تو وہاں لفظ ''کھیل'' اور ''شرارت'' بھی کہیں دور ترس کر رہ گئے ہونگے۔ آپکا عہد طفلی بڑا پاکیزہ تھا، آپکو کھیل کود میں کسی طرح کی کوئی دلچسپی نہ تھی اور کبھی بازار جانا پسند نہ فرمایا۔ آپ ہمیشہ سادگی وسنجیدگی ہی کو پسند فرماتے رہے ہیں۔

ابتدائی تعلیم :۔ ابتدائی تعلیم کچھوچھہ شریف ہی کے معلمین سے حاصل کی، جن میں مولوی نبی حسن خاں، مولوی امام علی، حافظ درگاہی، حافظ الٰہی بخش مرحومین قابل ذکر ہیں۔ اور خود مادر مشفقہ کی خصوصی توجہ اور ٹھوس تعلیم وتربیت نے تعلیمی شوق کو جلا بخشی۔

والدہ محترمہ کی اعلیٰ تربیت کے ساتھ ساتھ ابتدائی تعلیم کا آغاز مکتبِ جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف میں ہوا۔ یہ وہی جامعہ اشرفیہ ہے، جس میں برصغیر ہندو پاک کے مایۂ ناز علماء کرام نے تدریسی خدمات انجام دی، اور متعدد علماء وفضلا پیدا کیے۔ اسی جامعہ اشرفیہ کا تصور تھا، جس نے ''دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور'' کو وجود بخشا۔ اور پھر کچھوچھہ مقدسہ کے ''جامعہ اشرفیہ'' کو مکتب کی شکل دیکر خانوادہ اشرفیہ کے سربراہ اعلیٰ شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے مبارکپور کی دھرتی کو جامعہ کیلئے منتخب فرمایا۔ اور ۱۳۵۳ھ میں ''باغ فردوس'' اپنے ہاتھوں سے قائم فرما کر اعلان فرمایا کہ آج فقیر نے علم وفن کے فردوس کی بنیاد ڈالدی ہے۔ اب اس کی آبیاری ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے ذمہ

ہے۔ سرکار اشرفی میاں نے نہ صرف ''دار العلوم'' کی بنیاد ڈالی، بلکہ اسے فروغ وارتقاء کی منزل پر پہونچانے کیلئے اپنے حقیقی نواسے (مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ) کو وقف کردیا، جن کی پوری زندگی ''جامعہ اشرفیہ'' کی خدمات سے بھری پڑی ہے۔ دار العلوم اشرفیہ سے دلی لگاؤ کی جیتی جاگتی مثال یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے سب سے زیادہ ہونہار فرزند (حضور شیخ الاسلام) کو حضرت حافظ ملت جلالۃ العلم علامہ شاہ عبد العزیز کی پر خلوص نگہبانی میں دیدیا۔

اعلیٰ تعلیم :۔ وہ دن بھی آگیا، جب شیخ الاسلام کو چودہ سال تین ماہ دس دن کی عمر میں بتاریخ ۱۰؍شوال المکرّم ۱۳۷۱ھ دار العلوم اشرفیہ میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے والد محترم حضور محدث اعظم قدس سرہٗ نے داخل کیا۔ فارسی کی پہلی سے لیکر بخاری شریف تک، مرقاۃ سے لیکر چغمنی وشرح اشارات تک سیکڑوں کتابیں پڑھیں۔ ایسی کتابیں بھی زیر تعلیم رہیں، جنہیں دینی مدارس سے دائمی فراق مل چکا ہے۔ جس استاد سے پڑھا، خوب پڑھا۔ سارے ساتھی تھک، جاتے شیخ الاسلام نہ تھکتے تھے۔ مطالعہ بغیر کوئی سبق نہیں پڑھتے تھے اور تکرار کے بغیر دوبارہ سبق نہیں لیتے تھے۔ سبق پڑھنے کے بعد اپنے ہم سبقوں کو پڑھایا کرتے تاکہ اگر نہ سمجھا ہو تو سمجھ لیں یا سمجھا دیں۔

یہ خوبیاں حضور شیخ الاسلام میں کیوں نہ ہو؟ جس پر ہر وقت حضور محدث اعظم ہند کی نظر ہو اور شمش العلماء حضرت علامہ قاضی شمس الدین جونپوری، جلالۃ العلم حافظ ملّت علامہ شاہ عبد العزیز مرادابادی، صدر الصدور حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی، فضیلت العلم حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، جامع معقولات حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی،، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی، مفکر اسلام حضرت علامہ مظفر حسن ظفر ادیبی' سعدئ زماں حضرت مولانا سید شمس الحق اعظمی' اشرف العلماء حضرت مولانا سید حامد اشرف اشرفی جیلانی، شیخ القرّاء حضرت مولانا قاری محمد یحیٰ اعظمی جیسے اساتذہ نے صرف پڑھایا ہی نہیں بلکہ پلایا ہو۔ تو بھلا ایسے حضور شیخ الاسلام کے علم کا کیا کہنا؟۔

زمانۂ طالب علمی: ۔ مبارکپور میں دس سال کا طویل عرصہ حصول علم کی غرض سے گزارا۔ دارالعلوم اشرفیہ کے اساتذہ وارکان گواہ ہیں حضرت نے تعلیم کے سواء کسی بھی تحریک وتنظیم میں حصہ نہیں لیا۔ اور آگے کی تحریر سے بھی ظاہر ہے کہ زمانۂ طالب علمی کے ایک ایک لمحہ کو آپ آئندہ حیات کیلئے کتنا قیمتی سمجھتے تھے۔

(۱) طلبہ کی گروہ بندیوں سے الگ رہے۔

(۲) اساتذہ کے کسی گروپ سے ان کا تعلق نہیں تھا۔

(۳) ہفتہ واری مشقی جلسہ میں عملی حصہ کبھی نہیں لیا۔

(۴) ارکان ادارہ کے تنازعات میں کبھی دلچسپی نہیں لی۔

(۵) دارالعلوم کے نظم ونسق میں مداخلت سے گریز کرتے رہے۔

(۶) اساتذہ کے احترام کے سواء کسی کے خلاف کوئی محاذ نہیں کیا۔

(۷) طلبہ کے احتجاجی جلوس میں کبھی شرکت نہیں کی۔

(۸) کھیل کود اور فضول کاموں سے ہمیشہ دور رہے۔

(۹) دارالعلوم کے قوانین کی خلاف ورزی کبھی نہیں کی۔

(۱۰) ہائی کمان سے کسی استاذ، ملازم یا طالب علم کی کبھی شکایت نہیں کی۔

(۱۱) سیاسی وعوامی تحریکوں سے اپنے کو الگ تھلگ رکھا۔

غرضیکہ اندرون ادارہ ہو یا دارالعلوم کی چوحدی کے باہر کوئی بھی غیر علمی کام ہو، اسمیں اپنی علیحدگی کو ہی ترجیح دیا کرتے تھے۔ ان کے اس دس سالہ دور کی مصروفیات کی حد بندی کی جاسکتی ہے۔

(۱۲) بلاناغہ اسباق میں حاضری۔ اور ہر سبق کے بعد تکرار۔

(۱۳) ۱؍ بجے شب میں دارالعلوم کے سارے طلبہ آرام کرتے۔ مگر وہ رات گئے تک مطالعہ میں غرق رہتے اور جو کچھ وقت بچتا، تحقیقی مضامین لکھنے اور غیر درسی کتب بینی میں صرف ہوتا۔

(۱۴) نماز عصر و مغرب کے درمیان آبادی سے پرے تفریح کرنا اور یہ عرصہ بھی شعر و شاعری میں گزارنا۔

جو کتاب بھی زیر مطالعہ رہی، اسے پڑھ ڈالتے۔ استاذ تو متعینہ باب ہی تک پڑھا کر فرض پورا کر دیتے۔ لیکن یہ تھے کہ اپنی استعداد سے اس کی تکمیل کر لیتے۔ میزان سے لیکر بخاری تک ہر جماعت میں ایک سے ایک ذی استعداد ساتھی تھے۔ مگر حضرت کی فراست بہت نمایاں رہتی۔ ایک دور ایسا بھی آیا۔ جہاں دار العلوم اشرفیہ کا نصاب تعلیم بھی خاموش نظر آیا۔ متعینہ درس نظامیہ کی ساری کتب سے فیضیاب ہونے کے بعد بھی حصولِ علم کی پیاس نہ بجھ سکی۔ معقولات کی متداولہ سے دلچسپی بڑھی۔ خوش بختی کہ اس وقت جامع معقولات حضرت علامہ عبد الرؤف نائب شیخ الحدیث اور مفکر اسلام حضرت علامہ مظفر حسن ظفر ادیبی کا طوطی بول رہا تھا۔ شیخ الاسلام کی گہری دلچسپی اور ٹھوس استعداد کا علم دونوں بزرگوں کو تھا۔ دونوں نے معقولاتی کتب کے بڑی محنت اور جانفشانی سے اسباق پڑھائے۔ اساتذہ کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنی رہائش گاہ پر ہوتے اور ۲ ربجے رات تک منطق اور فلسفہ کے ادق اور خشک مسائل پر بحث و مباحثہ کرتے رہتے اور کسی بھی مسئلے کو خواہ کتنے دن لگ جاتے، تشنہ نہ رہنے دیتے۔ حصول علم کی اس منزل میں صرف یہ ہی ایک ذات تھی، جو رہ گئی تھی۔ باقی تقریباً سبھی ہم سبق ساتھی دستار فضیلت سے سرفرازی کے بعد تدریسی و تبلیغی کاموں میں لگ گئے تھے۔

عربی مدارس میں شعبان المعظم و رمضان المبارک تعطیل کلاں منائی جاتی ہے۔ لیکن حضور شیخ الاسلام سالانہ چھٹی کو ضائع نہ ہونے دیتے۔ گھر آ کر اپنے والد گرامی حضور محدث اعظم ہند قدس سرہٗ سے علمی استفادہ فرماتے۔ سرکار محدث اعظم ہند قدس سرہٗ سال بھر کی تعلیم کا جائزہ بھی لیتے اور پھر وہ تمام رموز و نکات بیان فرما دیتے، جس سے آجکل کے مدارس محروم ہی ہیں۔

والد محترم کا وصال : ابھی شیخ الاسلام دار العلوم اشرفیہ میں زیر تعلیم ہی تھے کہ اچانک والد محترم مخدوم

الملت حضور محدث اعظم ہند کا وصال ۱۶/ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۵/ دسمبر ۱۹۶۱ء کو ہو گیا۔

شیخ الاسلام کی زندگی کا یہ عظیم حادثہ تھا۔ ایک ایسا حادثہ جس کی تاب وہ ہرگز نہ لا پاتے۔ مگر والد محترم کی روحانی طاقت نے دستگیری کی۔ وہ سب کچھ حاصل ہو گیا، جو برسہا برس کی محنت شاقہ کے بعد بھی حاصل نہ ہوتا۔ وہ سب کچھ مل گیا، جو بڑی سے بڑی درسگاہیں بھی عطا نہ کر پاتی۔ عرفان و آگہی، خطابت و قیادت وغیرہا تمام تر نعمتوں سے بھرپور جانشینی عطا فرمادی۔

بیعت وخلافت : حضور شیخ الاسلام کو شرف بیعت اپنے حقیقی ماموں شیخ المشائخ قدوۃ السالکین حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہٗ سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ سرکار کلاں سے حاصل ہے۔ بیعت وارادت کی یہ روحانی رسم ۲۶/ شوال ۱۳۸۱ھ کو انجام پزیر ہوئی۔

شیخ الاسلام کی خوش بختی کہ مرشد بھی ملا، تو وقت کا روحانی تاجور، جس کی ولایت و بزرگی کے سامنے وقت کے اکابرین اسلام جبینِ عقیدۃ جھکائے نظر آتے ہوں۔ جسکا بچپن دیکھ کر......

سید العارفین اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''یہ بچہ وقت کا ولی کامل ہوگا۔''

آپکی پیدائش ۱۳۴۲ھ سے لے کر وفات پانے تک نہ جانے کتنوں نے بچپن اور جوانی دیکھی۔ لیکن کوئی ایسا نہیں ملیگا، جو حضرت سیدنا محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی کے کسی عمل کو شریعت کے خلاف قرار دے۔ ان کی خلوت وجلوت، نشست و برخاست، سب میں شریعت کی چھاپ لگی رہتی تھی۔ آج کے اس بحرانی دور میں ایسے ولی کامل کی مثال ملنا بہت مشکل ہے۔ حضور جانشین غوث العالم سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی نے اپنی نگاہ پاک سے وہ سب کچھ حضور شیخ اسلام کو دے دیا، جو ایک مرشد برحق بخشا کرتا ہے۔ بقول شہزادۂ حضور سرکار کلاں سید احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت کی محبت وشفقت کا پتہ چلتا ہے کہ ابّا یہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے بعد اگر کوئی ہے تو مدنی میاں ہے اور بقول گجرات کے حجاج کرام پتہ چلتا ہے کہ حضور سرکلاں رحمۃ اللہ علیہ نے حرم شریف میں دوران گفتگو فرمایا کہ اگر مجھے

میدان محشر میں رب نے پوچھا کہ کیا لائے ہو تو میں یوں خدا سے عرض کرونگا کہ مدنی لایا ہوں۔

ان اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ آپ حضور شیخ الاسلام سے کس قدر محبت فرمایا کرتے تھے ۔ بیعت و ارادت کی منزل سے آگے بڑھ کر خلافت کا تاج پہنا دیا۔ سلاسل مقدسہ کے فروغ وارتقا کے لئے نیابت مرحمت فرماتے ہوئے خاندانی ورد وظائف کی اجازت عطا فرمائی۔ غرضیکہ شفیق ماموجان سے اپنے والد گرامی کی طرح دامن پسار کر فیض وکرم کے موتی لوٹے۔ ''ماموں اور بھانجے'' کے مابین یہ اٹوٹ تعلق اس خانوادے کے لئے نیا نہیں ہے۔ خاندان اشرفیہ کی آفرینش ہی ''ماموں بھانجے'' کے گہرے اور انمٹ روابط کی مرہون منت ہے۔

جانشینی : مخدم الملت حضور محدث اعظم ہند کے عرس چہلم منعقدہ شوال المکرّم ۱۳۸۱ھ مطابق مارچ ۱۹۶۲ء کے موقع پر اکابرین اسلام، اساطین خاندان، قائدین امت، عمائدین ملت، مشائخین طریقت نے ہزاروں مریدین و متعلقین اور متوسلین کے اجتماع میں شیخ الاسلام کو مخدوم الملت کا جانشین منتخب فرمایا۔ اس طرح ملک اور بیرون ملک میں پھیلے ہوئے لاکھوں عقیدت مندوں کی قیادت و ہدایت کی ذمہ داری کا فریضہ بھی سپرد کیا گیا۔

دستار فضیلت :۔ معقولات کی ٹھوس تعلیم اور جامع استعداد کے حصول کے بعد ضروری تھا کہ منقولات کے رموز ونکات کو بھی بدرجہ اتم حاصل کر لیا جائے۔ لہٰذا حضور شیخ الاسلام نے انتخاب جانشینی کے بعد ایک سال دارالعلوم اشرفیہ کو مزید دیا۔ اور دورۂ حدیث کی تکمیل کرتے ہوئے جلالۃ العلم حضور حافظ ملت مدظلہٗ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ کے خوشہ چینوں میں اپنے کو شامل کیا۔ اور پھر پچیس سال ایک ماہ دس دن کی عمر میں اشوال المکرّم ۱۳۸۲ھ مطابق جنوری ۱۹۶۳ء کو سند وفراغت و دستار فضیلت سے نوازا گیا۔ مروجہ اور رسمی 'سندِ فراغت' کے حصول تک حضور شیخ الاسلام نے مجموعی طور پر مبارکپور کی سرزمین پر ۱۲۰ ماہ اور اپنے وطن مالوف میں ۲۰ ماہ گزارے۔ گویا دارالعلوم اشرفیہ میں یوم داخلہ

سے لیکر فضیلت کی ڈگری تک دس سال دس ماہ علوم ظاہری کی تکمیل میں صرف ہوئے۔ یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ حضرت مخدوم پاک قدس سرہٗ نے ۲۵/ سال کی عمر شریف کے بعد لاکھوں تشنگان معرفت کو علوم معرفت وحقیقت سے سیراب فرمایا تھ۔ تو حضور شیخ الاسلام نے بھی ۲۵/ سالہ عمر کے بعد دین متین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا آغاز فرما کر حضرت اقدس کی سنت کو ادا کیا۔

شادی: دوست پور ضلع سلطان پور یوپی کے ایک معزز فرد جناب سیّد اختر حسین صاحب کی نہایت ہی نیک سیرت شہزادی حضرت سیدہ شمیمہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور شیخ الاسلام کی شادی خانہ آبادی ۲۶/ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۷/ دسمبر ۱۹۶۴ء کو ہوئی۔ خاندان اشرفیہ کے اکابرین ومتوسلین کی کثیر تعداد نے اس تقریب میں شرکت کی اور حضرت صاحب سجادہ سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہٗ کی سرپرستی میں ''رسم مناکحت'' انجام پزیر ہوئی۔

آپکی تصنیفات :۔

(۱) مسئلہ حاضر وناظر
(۲) اسلام کا تصور الٰہ اور مودودی صاحب
(۳) فریضۂ دعوت وتبلیغ
(۴) اسلام کا نظریۂ عبادت اور مودودی صاحب
(۵) دین واقامت دین
(۶) اشتراکیت
(۷) التحقیق البارع فی حقوق الشارع
(۸) اسلام کا نظریۂ ختم نبوت اور تحزیر الناس
(۹) کنز الایمان اور دیگر تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ
(۱۰) تفہیم الحدیث شرح مشکوٰۃ شریف
(۱۱) مسلم پرسنل لا یا اسلامک لا؟
(۱۲) پیغمبر اسلام ایک بے مثال انسان کے روپ میں
(۱۳) ٹی وی وڈیو کا شرعی استعمال
(۱۴) کتابت نسواں
(۱۵) رسول اکرم کے شرعی اختیارات کی شرح، حاشیہ اور تکملہ
(۱۶) لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کا فتوی
(۱۷) چاند دیکھنے کی خبر پر تحقیق بھرا فتوی
(۱۸) صحیفۂ ہدایت

(۱۹) تفسیر والضحیٰ (۲۰) معارف القرآن کی تفسیر سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی

حمد الٰہی، نعت رسول پاک ومنقبت سے بھرا دیوان گلدشتہ وتجلّیات سخن و دیگر کتابوں کی آپ نے تصنیف فرمائی جس میں سے اکثر چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔

شعروشاعری : حضور شیخ الاسلام موروثی شاعر ہیں۔ حضرت مخدوم شاہ سمناں قدس سرہٗ سے لیکر حضرت شیخ الاسلام تک اس خاندان میں ایک سے ایک شاعر گزرے۔ اسمیں حضرت کے والد گرامی حضور محدث اعظم ہند قدس سرہٗ بہت بڑے شاعر تھے۔ بلکہ انہیں یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ آپ شاعر ہی نہیں بلکہ اپنے زمانے میں سید الشعراء تھے۔ آپ عربی، فارسی، اردو، ہندی میں شعر یکساں طور پر فرماتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر زبان پر عبور تام ہے۔ آپ کا تخلص سید ہے۔ آپکی لکھی ہوئی حمد الٰہی، نعت مصطفیٰ، منقبت وغیرہ آپکے دیوان ''فرش پر عرش'' میں موجود ہیں، جسے آج ملک ہندوستان و دیگر ممالک میں نعت خواں اور شعراء حضرات بڑی والہانہ عقیدت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور حضور شیخ الاسلام کے دادا حضرت حکیم سید نذر اشرف اشرفی جیلانی بھی بہت بڑے شاعر تھے۔ آپ کا تخلص ''فاضل'' تھا۔ آپ اکثر فارسی زبان میں شعر کہتے تھے۔ آپ اپنے وقت کے زبردست عالم و دانشور تھے۔ حضور شیخ الاسلام اسی چمن کے مہکتے ہوئے گلاب ہیں، جنکے اشعار میں وہ خوبی ہے کہ جو پڑھے وہ بھی مہکے اور جس جگہ پڑھے وہ جگہ بھی مہکے۔

آپکی نازک خیال شاعری سے ملک ہندو پاک وافریقہ و برطانیہ کے بہت سے علماء وشعراء خوب اچھی طرح سے واقف ہیں۔ حضرت شفیق جونپوری کی خدمت میں شیخ الاسلام نے اپنا کلام بغرض اصلاح پیش کیا، تو انہوں نے فرمایا، ''ایسے ٹھوس اور جامع اشعار کی اصلاح نہیں ہوا کرتی۔''

حضور شیخ الاسلام کا شعروادب کی دنیا میں ''اختؔر'' تخلص ہے۔ حضرت کی شاعری اپنی انفرادی شان رکھتی ہے۔ انکی شاعرانہ طبیعت کا مرکز ومحور عشق رسول ہے جو آپکے اشعار سے واضح ہوتا ہے۔

صرف اسی کو ہے ثناء مصطفیٰ لکھنے کا حق   جس قلم کی روشنائی میں ہو شامل احتیاط

دوسری نعت میں یوں عرض کرتے ہیں

فقط تمہاری شفاعت کا آسرا ہے حضور   ہمارے پاس گناہوں کے ماسواء کیا ہے؟
کھڑا ہے 'اختر' عاصی در مقدس پر   حضور آپکی رحمت کا فیصلہ کیا ہے؟

اور امت مسلمہ کی اس طرح ہدایت فرماتے ہیں۔

اے مری قوم کے زاہد و عالمو! نخوت زہد و دانش بری چیز ہے
کیا مجھے یہ بتانا پڑے گا تمہیں کس سبب سے عزازیل مارا گیا۔

حضرت کا شعری مجموعہ جو فی الواقع گلدستہ ہے مختلف اصناف کے پھولوں کا، لیکن خوشبو سب کی ایک ہے۔ جو آپکے دیوان ''گلدستہ'' اور ''تجلیات سخن'' میں موجود ہے۔

رشد و ہدایت:۔ بقول مناظر اعظم علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب، لکھنؤ اسپتال میں جب علماء حضور محدث اعظم ہند قدس سرہٗ کی عیادت کے لئے پہونچے تو پوچھا کہ حضور ! آپ نے اپنا نائب کس کو چنا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ سید محمد مدنی میاں کو۔ یہ سن کر علماء نے عرض کیا، حضور! یہ تو بہت کم سخن ہیں۔ حضور! کہاں آپ اور کہاں یہ؟۔ جواب میں حضور محدث اعظم ہند قدس سرہٗ نے فرمایا، جس طرح مچھلی کے بچے کو تیرتے سکھانے کی ضرورت نہیں ہوتی بس اسی طرح انہیں بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لوگوں کو حیرت تھی کہ محدث اعظم ہند جیسی قد آور شخصیت اور ایسا جانشین کم عمر و کم سخن نوجوان، جسے رسمی دستار فضیلت بھی نہ مل پائی ہو؟ ۔۔۔ محدث اعظم ہند سید الخطبا اور ان کا جانشین ایسا جس نے کبھی مائک کا سامنا نہ کیا ہو؟ ۔۔۔ آخر کس طرح ایک ہمہ صفت ذات کا بدل ایسا جانشین بن سکے گا۔ لیکن آج دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ شیخ الاسلام نے نہ صرف حق جانشینی ادا کیا۔ بلکہ ''جانشین'' کہتے ہیں کسے؟ اس کا بھی عوام کو صحیح علم دے دیا۔ محدث اعظم کے حلقۂ رشد و ہدایت کی حفاظت خود ایک عظیم مسئلہ تھا۔ لیکن

سچائی یہ ہے کہ شیخ الاسلام کی بالغ نظری و بیدار شعوری نے نہ صرف اپنے والد گرامی کے حلقۂ اثر کی شاندار نگہبانی کی۔ بلکہ خود ایک عظیم تر سلسلۂ ارادت وعقیدت پیدا کیا۔ یہ سلسلہ بس ہوکر نہیں رہ گیا۔ دن بدن رشد وہدایت، ارادت کے سوتے پھوٹتے جارہے ہیں۔ **الحمد الله** آج جانشین محدث اعظم ہند اور خلیفۂ حضور سرکار کلاں قدس سرہٗ کے ہاتھوں مخدوم سمنانی کی روحانی وعرفانی تحریک ہندستان ہی نہیں، بلکہ دنیا کے تقریباً تمام ملکوں میں مخدومی پرچم لہرا رہی ہے۔ حضرت نے ہر ایک بڑی سے بڑی روکاوٹ کو دور کر کے تشنگانِ معرفت کو حقیقت ومعرفت کے جام پلائے۔ نام نہاد تحریکات کے چہروں کو بے نقاب کیا۔ گمراہوں کو راہ دکھائی۔ اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی شیخ الاسلام کے علم وفضل کے آگے جبین عقیدت جھکائی۔ غیر اپنے ہوئے اور گناہوں سے تائب ہوکر سلسلۂ اشرفیہ میں داخل ہوئے۔

کسے معلوم تھا کہ مارچ ۱۹۶۲ء میں جس ''نوجوان'' کو ''جانشین'' منتخب کیا گیا ہے، وہ ایک نئی توانائی کے ساتھ اسلام کی خدمت کیلئے ابھرے گا؟ کون جانتا تھا کہ محدث اعظم ہند کا ''جانشین'' اپنے مرشد برحق کے فیض بیکراں سے سنور کر فیض رسانی خلق کا نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ جاری کرے گا؟

ہر جانے والی عظیم شخصیت کے جانشین کیلئے دعا کی جاتی ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ''نعم البدل'' ثابت فرمائے۔ لیکن حقیقت آواز دیرہی ہے کہ موجودہ صدی میں اکابرین اسلام اور مشائخ عظام کے پسماندہ جانشینوں میں ''شیخ الاسلام'' کی ذات کماحقہٗ ''نعم البدل'' ثابت ہوئی ہے۔ وہ ذات عظیم ہوا کرتی ہے جسے اپنانے میں بڑا بھی ناز کرے۔ شیخ الاسلام کی وہ شخصیت ہے کہ جن پر آپکے والدین یا آپکے مرشد یا استاذ ہی نہیں بلکہ آپکی علمی لیاقت وصلاحیت پر ہر ایک سنّی کل بھی فخر کرتا تھا اور آج بھی فخر کرتا ہے اور آنے والا زمانہ بھی فخر کرتا رہیگا۔ **ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ۔ وَاللهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔** یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اللہ جس کو چاہے اپنے فضل سے نواز دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ پھر کیوں نہ ایسے شیخ اسلام کے قدموں تلے عظمت و بزرگی بسیرا ڈالے

اور کیوں نہ ہر حق گو آپکی عظمت کا خطبہ پڑھے۔

تنظیمی خدمات : ملت اسلامیہ کے ایک ذمہ دار کے ناطے شیخ الاسلام کو ''تنظیم'' کی اہمیت و افادیت کا بھر پور احساس ہے۔ ابتدا میں انہوں نے ملک کی جماعتوں میں شرکت فرما کر حالات کا گہرائی سے جائزہ لیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ''جماعتی مفاد'' کسی ایک فرد کے ذاتی فائدے کیلئے بھینٹ چڑھائی جاسکتے ہیں، تو اس ''بحران'' سے خود کو الگ رکھنے میں عافیت جانا۔ پھر بھی قوم کو زندہ رکھنے کیلئے جماعتی وجود کا یہ احساس ہی تھا کہ آل انڈیا الجمیعۃ الاشرفیہ کی نشأۃ ثانیہ میں پیش پیش رہے۔ جماعت کیلئے ٹھوس دستور العمل کی تدوین میں اصابت فکر کی روشن مثال قائم کی۔ اور جماعتی وقار کی بحالی اور اجتماعی شعور کی بیداری کیلئے اپنے تمام حلقہ ہائے اشرف میں الجمیعۃ الاشرفیہ کو مختصر سے عرصے میں پہونچایا۔ اور جب موجودہ ملکی وقومی حالات میں مثبت لائحہ عمل کے ذریعہ قیادت کا مسئلہ آن کھڑا ہوا، تو شیخ الاسلام نے آل انڈیا سنّی لیگ کی تائید فرماتے ہوئے سرپرستی قبول فرمائی۔ جبکہ اس سے قبل شیخ الاسلام کو آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ، آل انڈیا تبلیغ سیرت اور آل انڈیا سنّی جمیعۃ العلماء کا نائب صدر بھی منتخب کیا گیا۔ علاوہ ازیں علاقائی تنظیموں کی بھی ایک فہرست ہے، جنہیں شیخ الاسلام کی فکری صلاحیتوں سے استفادہ کا موقع ملتا رہتا ہے۔ ویسے آجکل شیخ الاسلام کسی بھی جماعت و تنظیم میں بے دریغ شمولیت یا بہ مسرت شرکت پر محتاط ترین رویہ اپنا رہے ہیں۔ اور اسے ان کا عرفانی شعور اور دینی بصیرت سے تعبیر کرنا چاہئے۔

تعلیمی سرگرمیاں :۔ بھارت کے بہت سے دینی و تعلیمی ادارے شیخ الاسلام کی سرپرستی میں رواں دواں ہیں۔ اصلاح و تبلیغ، رشد و ہدایت کی راہ میں بے پناہ مصروف ہوتے ہوئے بھی شیخ الاسلام دینی درس گاہوں کے نظم و نسق اور تعلیم و تربیت کے نظام کی نگہبانی میں وقت نکالتے ہیں۔ ادارہ کی کارکردگی اور انتظام و انصرام کے ڈھانچے پر گہری نظر رکھتے ہوئے ٹھوس اقدامات کرتے ہیں۔ اور انتظامیہ کو

متحرک اور فعال بننے کیلئے احکامات جاری کرتے ہیں۔ حضور شیخ الاسلام کی خواہش وکوشش یہی رہتی ہے کہ ہماری تعلیم گاہیں وہ حالات کے پیش نظر تعلیمی نظام چلائیں' جو ٹھوس اور درس نتائج برآمد ہوں اور طلباء اعلیٰ و معیاری استعداد کے مالک بن کر نکلیں۔ حضور شیخ الاسلام اپنے ان تاثرات کو مدارس کے معائنہ کے وقت تحریری طور پر ہدایت بھی عنایت فرماتے رہتے ہیں۔

حضرت نے ایک طرف دینی درسگاہوں پر توجہ فرمائی ہے، تو دوسری طرف دنیوی تعلیم و بگڑے ہوئے سماج کو ٹھیک کرنے کے لئے بڑی کوششیں بھی کی ہیں۔ سماج کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے ۱۸/اگست ۱۹۸۰ء کو "محدث اعظم مشن" قائم کیا اور اسے ایک بہترین دستور بھی عطا کیا اور اسکی تقریباً ۷۰/شاخیں گجرات میں اور اسکے علاوہ مہاراسٹر، کرناٹک، مدھ پردیش، یوپی، بنگال و دیگر صوبوں میں اور برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، افریقہ وغیرہ ملکوں میں ۲۰۰/سے زائد شاخیں قائم فرما کر قوم مسلم پر احسانِ عظیم فرمایا ہے، جسے کبھی بھولایا نہیں جاسکتا۔ آج آپ ہی کی محنت شاقہ کا ثمرہ ہے کہ گجرات کے تحصیل کرجن میں حضرت کی سرپرستی میں حضرتکے نام سے منسوب مدنی اسلامیک سٹڈی سینٹر کے معرفت چلنے والی اینٹر کالیج تک اسکول اورلڑکوں ولڑکیوں کے ہوسٹیل و مدرسہ سے سیکڑوں طلبہ علم کی پیاس مٹا رہے ہیں اور ۲۵/بیڈ کا شاندار مدنی جنرل ہوسپٹل مخلوق خدا کی خدمت کے لئے موجود ہے۔ اسی طرح ٹنکاریہ، ڈبھوئی، بھالود ترسالی، بھروچ، سورت، بورسد، آنند، نڈیاد، پادرا، احمد آباد وغیرہ جگہوں پر اور برطانیہ میں بلک برن، ڈیوزبری، بولٹن، لیسٹر، پیرسٹن وغیرہ میں اور افریقہ کے وینڈا شہر میں دینی و دنیوی تعلیم واصلاح معاشرہ کا کام بہت عمدہ طریقے سے ہو رہا ہے۔

زیارت حرمین : علم وآگہی کے موتی لٹانے والے کو جب مزید نکھارنا ہوا اور فضل وعطا کی نوازش کرنی ہوئی تو **تاجدار مدینہ** کی بارگاہ میں طلب کیا گیا۔ اور پھر حضور شیخ الاسلام ۱۹۷۳ء کو مخدومہ والدہ اور اہلیہ محترمہ کی معیّت میں دیار حرمین بے تابانہ دوڑ پڑے۔ ساتھ میں اپنے برادر اصغر کو

لیا، جن سے ہم اور آپ غازی ملت حضرت علامہ سید ہاشمی میاں اشرفی جیلانی کے نام سے واقف ہیں۔ حضور شیخ الاسلام کے قافلۂ طیبہ میں بڑی بہن اور حقیقی بھانجے صوفی سید جہانگیر اشرف بھی تھے۔ حج و زیارت کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ مدینہ طیبہ کی حاضری میں بہت سے علماء و مشائخ سے کسب فیض کیا۔ علمی مزاکرے میں حصہ لیا۔ افہام و تفہیم کی مجلسوں میں شرکت کی۔ اہل حرم نے خراج تحسین ادا کیا۔ بارگاہ نبوی سے دامن پسار کر بہت کچھ مانگا، بہت کچھ پایا۔ اخلاق و اخلاص، علم و حلم، بصیرت و فضیلت، خطابت و قیادت، سیادت و نیابت، اقرار و روحانیت، خدمت انسانیت، جود و سخا، فضل و عطا، پاکیزگیٔ کردار، کرم و رحم، جاہ و حشم، بصیرت دینی، اصابت فکری، مستقبل شناسی، دور اندیشی، بالغ نظری، سرفرازی و ارجمندی، اعلیٰ ظرفی، بلند خیالی، صائب الرائی، حق گوئی، وجاہت علمی، شرافت نفسی، قیادت قومی، جزبۂ تعمیری، حب الوطنی، صفت درویشی، امانت داری، غریب پروری، علم نوازی اور قوت تسخیر۔ غرض کہ حضور شیخ الاسلام کی تمام قوتوں کو جلا بخشی گئی۔ اور جب شیخ الاسلام کائنات کے مرکزِ عقیدت ''طیبہ نگری'' سے رخصت کئے گئے تو قوم و وطن کی قیادت اور ملک و ملت کی حفاظت کے حوصلہ ہائے بیکراں اور ناقابل شکست قوت ارادی سے نواز کر بھیجا گیا۔۔۔ اور یہ اسی دیار اقدس کا صدقہ ہے جس نے حضور شیخ الاسلام کو بحر عرب سے لیکر خلیج بنگال تک، جنوبی ہند سے لے کر شمالی ہند تک اور ملک ہند ہی نہیں، بیرونی ممالک میں بھی قومی و ملّی قدروں کا جیتا جاگتا ''نشان'' بنا دیا ہے۔ تسخیر و تعمیر کی ایک ایسی قوت عطا کی گئی ہے کہ حضور شیخ الاسلام کے تمام علمی و روحانی صفات کو عروج پیہم ملا ہے۔ قوت فکر و عمل کو ارتقاء نصیب ہوا۔ نصیبے کو ارجمندی اور ہدایت و قیادت کو کامرانی عطا ہوئی ہے۔ یوں تو اسکے علاوہ بھی حج کے لیئے مکہ شریف و زیارت کے لیئے مدینہ شریف و ترک و ایران و سریہ و جورڈن وغیرہ ملکوں کے بزرگوں کی بارگاہ میں حاضری ہوئی اور اس غلام شیخ الاسلام کو بھی ۱۹۹۷ء اور ۲۰۰۱ء میں حضرت کے صدقے حضرت کے ساتھ حج و زیارت مکہ و مدینہ شریف و عراق، امّان، جیروسلم، سریہ

پلیسٹائین ، وغیرہ بزرگوں کی بارگاہ میں حاضری نصیب ہوئی۔

الحمد للہ آج حضور شیخ الاسلام اسلامی ہند کے مطلع پر آفتاب وماہتاب بنکر چمک رہے ہیں۔ اور پوری فضا کو علم روحانیت اور شریعت وطریقت سے معمور کر رہے ہیں۔ ابر کرم کے اس فیضان کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ یہ مخدومی شہزادے غوث وخواجہ کی عطا منگتوں کو عطا کر رہے ہیں اور آپکی بارگاہ میں آج بھی ہر آنے والے کو مرشد برحق حضور صاحب سجادہ سرکار کلاں قدس سرہٗ اور والد محترم حضور محدث اعظم ہند قدسرہ کا فیضان لٹا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسکے پیارے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے طفیل اس محسن اہلسنت کو صحت کامل اور عمر خضر عطا کرے اور انکا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے۔ آمین

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ لکھا گیا وہ آغازِ باب تھا۔

فقط

گدائے شیخ الاسلام سید شوکت علی اشرفی
مقام پوسٹ کرجن، ضلع بڑودہ، گجرات
Mo. 09374657272

نوٹ ۔ انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد حضرت شیخ الاسلام کی حیات پاک کی ایک مفصل سیڈی ہمارے ادارے کی جانب سے عوام کی خدمت میں پیش کی جائیگی۔

۵۰ سالہ سلور جیوبیلی کے موقع پر

حضور شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، جانشینِ حضور محدثِ اعظم ہند، رہبر شریعت، پیر طریقت، واقف اسرار حقیقت، صاحب معرفت، حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ سید محمد مدنی میاں قادری چشتی اشرفی جیلانی کچھوچھوی (مدظلہ العالی) کی بارگاہ میں

خراجِ عقیدت

> کر کرم محبوب داور، سید مدنی میاں پر، عمر میں برکت عطا کر، دین کی خدمت لیا کر۔

ا :- ۱۴ویں اور ۱۵ویں، دونوں صدیوں میں آپ کا فیضان۔

حضور شیخ الاسلام کی ولادت ۱۴؍ویں صدی میں یکم رجب المرجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۸؍اگست ۱۹۳۷ء اتوار کے روز ہوئی۔ اور حضور محدث اعظم ہند کے وصال کے بعد چہلم کے موقع پر ۲۶؍شوال ۱۳۸۱ھ مطابق فروری ۱۹۶۲ء میں آپ جانشینِ محدث اعظم ہند بنے۔ اس درمیان میں آپ نے اپنے زمانے کے مایۂ ناز علماء اسلام سے نحو، صرف، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، بلاغت، کلام، معانی وغیرہ عربی فارسی ادبیات اور ظاہری علوم وفنون کی منزلوں کو طے کرلیا۔ اور عالم روحانیت کے جلیل القدر مشائخ عظام سے باطنی علوم حاصل کر لئے۔ پھر جانشینی کے بعد آپ نے اہل سنت و جماعت کے پرچم کو بلند کرنے کے لئے ملک اور بیرونِ ملک تبلیغی دورے فرمائے۔ اور اپنی تقاریر وتصانیف کے ذریعہ مسلکِ اہل سنت و جماعت کو ہر سو عام کر دیا۔ وقت کے جلیل القدر علماء کرام اور مفتیانِ عظام نے آپ کے علم کا لوہا مانا۔ اور مشائخ کرام نے آپ کو اپنا ہمنشین بنالیا۔ اس طرح ۱۴؍ویں صدی کے آخر تک تو آپ تمام عالم اسلام پر چھا گئے اور آپ کو ہر خاص

وعام میں شہرت عامہ وتامہ حاصل ہوگئی۔ آج (۱۴۳۲ھ) اس ۱۵ ر ویں صدی میں بھی ۳۲ ر سال سے آپ رات ودن اور صبح وشام دین وسنیت کی خدمت میں مشغول ومعروف ہیں۔ غرض کہ ۱۴ ر صدی کے ۴۳ سال اور اس ۱۵ ویں صدی کے ۳۲ سال، کل ۷۵ سالہ زندگی میں لاکھوں نہیں، بلکہ کروڑوں لوگ آپ کے معتقد و معترف ہوگئے۔ اس طرح ۱۴ ویں اور ۱۵ ویں، دونوں صدیوں میں آپ کا فیضان جاری ہوا اور ہے۔

۲ :- قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ کا زبردست عالم۔

حضور شیخ الاسلام قرآن وحدیث اور تفسیر وفقہ کے بے مثال زبردست عالم ہیں۔ بلکہ آپ عظیم مفسرِ قرآن، بے نظیر شارحِ حدیث، قابل مفتی، کامل فقیہ اور زبردست محقق ہیں۔ آپ کے تبحرِ علمی کا لوہا بڑے بڑے علماء وفقہاء وفضلاء نے مانا ہے۔ قرآن وحدیث اور علوم دینیہ پر آپ کو مہارتِ تامہ وکاملہ حاصل ہے۔ آپ جب بھی کسی آیت یا حدیث یا مسئلہ پر میدانِ تحقیق میں اُترتے ہیں تو بال کی کھال نکال کر رکھ دیتے ہیں، جسے دیکھ کر وقت کے عظیم فقہاء وعلماء بھی دنگ رہ جاتے ہیں۔ آپ کی لکھی ہوئی تفسیر بنام ''تفسیرِ اشرفی'' آپ کے عظیم مفسرِ قرآن ہونے کی شاہد ہے، جس میں آپ نے قرآنِ پاک کا صحیح معنیٰ ومفہوم بیان فرما کر گویا ''گاگر میں ساگر'' کو سمو دیا ہے۔ آپ نے ''تفہیم الحدیث شرح مشکوۃ شریف'' تحریر فرما کر اپنے محدث ہونے اور باب حدیث میں بھی آپ کو کامل عبور حاصل ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ فقہ اور اصول فقہ کے باب میں آپ کو ایسی گہری معلومات اور زبردست مہارت حاصل ہے کہ دورِ حاضر کے بڑے بڑے فضلاء وفقہاء نے آپ کو اپنا سردار جانا و مانا ہے اور آپ کے علم کا اعتراف کیا ہے۔ ویڈیو- ٹیوی کے شرعی استعمال کو آج ہر کو مسروڑ ایا مجبوڑا مان رہا ہے۔ جب کہ آپ نے تو آج سے ۲۵ سال پہلے ہی (۱۹۸۵ء میں) اسکے شرعی جواز کا فتوی صادر فرما دیا تھا۔ اسی طرح عورتوں- لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کے بارے میں آپ کی تحقیق کو دیکھنے سے آپ کی عظیم محققانہ شان کا پتہ چلتا ہے۔ نیز آپ کی اس تحریر کو پڑھنے کے بعد فقہ اور اصول فقہ پر آپکی زبردست پکڑ اور فقیہانہ و محدثانہ شان ظاہر ہوتی ہے۔ المختصر حقیقت میں آپ ''**العلماء ورثة الانبیاء**'' کی روشنی میں حقیقی وارثِ نبی اور ''**عُلماء اُمتی کَاَنبیاءِ بنی اسرائیل**'' حدیث کے تحت ''پرتوِ انبیاء'' ہیں۔

۳ :- شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا زبردست حامی اور خود پابندِ شریعت۔

بلاشبہ حضور شیخ الاسلام زبردست حامیٔ شریعت مصطفیٰ، حامیٔ اہل سنت اور ماحیٔ کفر وضلالت ہیں۔ آپ نے مسلسل ۴۰ سال تک گاؤں گاؤں اور شہر شہر خطاب فرما کر مسلکِ اہل سنت کے پرچم کو بلند وبالا فرمادیا۔ اور دیوبندیت، وہابیت، قادیانیت، مودودیت اور غیر مقلدیت کا منہ کالا کردیا۔ آپ نے اپنے خطابات سے بے ایمانوں کو ایمان والا اور ایمان والوں کو عشق وعرفان والا بنادیا۔ آپ کے خطابات باطل کے لئے کھلی شمشیر ہیں۔ آپ نے احقاق حق اور ابطال باطل کا فرضِ منصبی بحسن وخوبی ادا فرمادیا۔

آپ پابندِ شریعت اور پابندِ سنت ہیں۔ بے شک آپ ''اِنما یخشی اللہَ من عبادہ العلماءُ'' کی سراپا تفسیر ہیں۔ آپ عاشق رسول ہیں۔ آپ کی جلوت وخلوت سب یکساں ہیں۔ آپ کی محفلوں میں ہمیشہ اللہ ورسول کا، شریعت وسنت کا، علم وحکمت کا اور مسائل دینیہ ہی کا ذکر ہوتا ہے۔ آپ کی مجلسیں لغویات اور غیبت وبدگوئیوں سے پاک ہیں۔ آپ کی ذات ولایت کی پہچان ہیں۔ بلکہ ولایت کو آپ کی ذات پر ناز ہے۔ ولی وہ ہوتا ہے، جسے دیکھ کر خدا یاد آئے۔ بے شک ویقیناً آپ کو دیکھ کر اور آپ کی صحبت کو پاکر خدا کی یاد آتی ہے۔

۴ :- علماء ومشائخ آپ کو اپنا مقتدیٰ تسلیم اور دینی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے ہوں۔

یقیناً حضور شیخ الاسلام کی ذات بھی وہ ذات ہے، جسے علماء ومشائخ نے اپنا مقتدیٰ جانا ومانا ہے۔ ملک ہندوستان وپاکستان اور دیگر ممالک کی مختلف خانقاہوں کے مشائخ نے آپ کو سراہا اور اپنا ہمنشیں بنایا ہے۔ خود غزالیٔ دوراں مظہر امام احمد رضا حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہما الرحمۃ جیسی پاکستان کی بزرگ شخصیت نے آپ کے فتاوی کی تصدیق اور آپ کی خوب خوب تعریف فرمائی۔ بغداد شریف آستانہٗ غوث اعظم کے سجادہ نشین شیخ طریقت نے آپ کا خوب خوب ادب واحترام فرمایا اور خوب تعظیم وتکریم فرمائی۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے آستانہ کے بزرگ سجادہ نشین نے آپ کو اپنی خانقاہ پر بلا کر آپ کا شاندار استقبال فرمایا۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے آستانہ کے سجادہ نشین نے بھی آپ کو اپنی خانقاہ پر دعوت دیکر آپ کا شایانِ شان استقبال فرمایا اور آپ کو خوب دعاؤں سے نوازا۔ اور عالم اسلام میں آپ کی عظیم خدمات کی تعریف

فرمائی۔ نیز آپ کو حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے آستانہ کا خاص خرقہ عطا فرمایا۔

ہندوستان، پاکستان، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، عراق، افریقہ، امریکہ، برطانیہ وغیرہ ملک و بیرونِ ملک ہر جگہ ہمیشہ علماء کرام نے علمی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کیا آپ سے علمی مباحثہ کر کے فیضیاب ہوئے۔ تحقیقی مسائل میں دور دراز سے علماء کرام آج تک آپ کی طرف رجوع کرتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔

۵ :- آپ کا ہر عمل اللہ عزوجل کی رضا اور دین کے فائدے کے لئے ہوتا ہے۔

بلاشک وشبہ حضور شیخ الاسلام کا ہر ہر عمل خالص خدا کی رضا کے لئے اور صرف دین اسلام کے فائدے کے لئے ہوتا ہے۔ چاہے تقریر ہو یا تحریر، عبادت و ریاضت یا وعظ و نصیحت، جلوت ہو یا خلوت، ہر حال میں ہر عمل خلوص و للّٰہیت کے لئے کرتے ہیں۔ ریاکاری اور دکھاوا آپ سے کوسوں دور رہتا ہے۔ دین کے فائدے اور تعلیم دینِ اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے آپ نے ایک عظیم مشن بنام ''محدث اعظم مشن'' قائم فرمایا۔ اس مشن کی صوبہ گجرات اور ہندوستان اور دیگر ملکوں میں دو سو سے زیادہ برانچیں ہیں، جو اپنے اپنے طریقے پر دینِ اسلام کی خدمت کر رہی ہے۔ دین کے فائدے ہی کے لئے آپ نے بے شمار دینی مدرسوں کی سرپرستی قبول فرمائی اور دین کے معاملہ میں انکی رہنمائی فرمائی۔ بلکہ آپ نے اپنی ذات کو دین اسلام کی خاطر وقف کر دیا ہے۔

۶ :- اپنے ذاتی مفاد کے لئے کسی کے آگے دستِ طلب دراز نہیں کرتے۔

حضور شیخ الاسلام کی یہ امتیازی وانفرادی شان ہے کہ آج تک آپ نے کبھی بھی کسی سے دستِ طلب دراز نہیں فرمایا۔ چاہے قریب والے ہوں یا دور والے۔ اور چاہے دینی کام ہو یا دنیوی، ذاتی کام ہو یا غیر ذاتی۔ کبھی بھی آپ نے کسی سے سوال نہیں کیا۔ بلکہ نہ کبھی دل میں طمع رکھی اور نہ کسی سے امید۔ بس ہمیشہ اپنے اللہ اور اپنے رسول ہی سے مانگا۔ انہیں کی بارگاہ مین عرض کیا اور انہیں سے پایا۔ **وھو المعطی و ھو القاسم عز و جل وصلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و سلم۔**

منجانب :- مدنی اسلامک اسٹڈی سینٹر اینڈ صابری ایجوکیشن ٹرسٹ، کرجن، ضلع بڑودہ، گجرات، انڈیا۔